اسلامی حکومت کا شعار اور مسلم حکمرانوں کا کردار

حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ

سنت اللہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کمزور و ناتواں اور مغلوب ومقہور قوموں کو خدا ناآشنا، طاقتور اور ظالم و جابر قوموں کی غلامی اور استبداد ومحکومی سے نجات دلاکر انہی طاغوتی طاقتوں کے ملک وسلطنت پر حکمران بنادیتے ہیں۔ ارشاد ہے:

"وَنُرِيْدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِيْ الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ". (القصص:۵)

ترجمہ ''اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان فرمائیں جن کو ملکوں میں کمزور (اور محکوم) بنادیا گیا ہے اور انہی کو مقتدی (اور حکمران) بنادیں اور انہی کو (سلطنت) کا وارث بنادیں''۔

جس طرح اس سنت الٰہیہ کے تحت اللہ تعالیٰ نے اولاد اسرائیل کو فرعون اور قبطیوں کی ہزار سالہ غلامی ومحکومی اور ظلم واستبداد سے نجات دلاکر سرزمین مصروشام پر حکمران بنادیا تھا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے برصغیر ہندو پاکستان کے مسلمانوں کو انگریز قوم کے صد و پنجاہ سالہ (ڈیڑھ سو سالہ) استبداد وغلامی اور ہندو قوم کے تسلط ومحکومی سے نجات دلاکر خرق عادت کے طور پر سرزمین پاکستان پر حکمران اور انگریزوں اور ہندوؤں کی چھینی ہوئی ہزار سالہ اسلامی حکومت کا ازسرنو وارث بنادیا اور اس پاک خطۂ زمین پر مسلمانوں کی آزاد وخودمختار حکومت قائم کردی۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھی یہی ہے، ارشاد ہے:

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِيْ الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً، يَعْبُدُوْنَنِيْ لَايُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئاً وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ". (النور:۵۵)

ترجمہ:''تم میں سے جو لوگ (صدق دل سے) ایمان لائے ہیں اور وہ اعمال صالحہ کے پابند ہیں، اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو ضرور زمین میں خلیفہ (اور حکمران) بنادے گا، جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا اور ان کے اس دین کو جو ان کے لئے اللہ نے پسند فرمایا ہے ضرور مستحکم (اور پائیدار) بنادے گا اور ان کو خوف وخطر کے بدلے امن وامان عطا فرمائے گا، وہ (بے خوف وخطر) میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہ گردانیں گے اور جن لوگوں نے اس (فضل وانعام) کے بعد ناشکری کی، وہی لوگ (اصلی) نافرمان ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں مومنین مخلصین سے تین وعدے فرمائے ہیں:

۱......استخلاف فی الارض یعنی ملک میں انتقلال واستحکام سلطنت۔

۲......اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کو قائم کرنے کی کامل قدرت۔

۳...... ہر طرح کے خوف کو امن وامان سے تبدیل کردینا۔

یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ کے تین عظیم ترین انعامات ہیں، ان میں سے کسی ایک بھی نعمت کی ناشکری کرنے والوں کو فاسق (نافرمان) قرار دے کر وعید (ناشکری کی سزا) بھی آئندہ آیات میں سنادی ہے۔

چنانچہ اس سرزمین پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس نوزائیدہ حکومت پاکستان کی تمام تر مختلف النوع داخلی اور خارجی ابتدائی کمزوریوں کو بھی علیٰ رغم الاعداء (دشمنوں کی خواہش کے برعکس) محیر العقول (حیران کن) طریق پر دور فرما کر ہر طرح کا کامل ومکمل استحکام اور استقلال سلطنت بھی گذشتہ چند ہی برسوں میں عطا فرمادیا اور پاکستان کے راعی اور رعایا دونوں کو اپنا دین وآئین اختیار کرنے کے بارے میں اس قدر آزاد اور خودمختار بنادیا کہ وہ بے خوف وخطر پاکستان کے اسلامی دستور کے تحت اسلامی قانون اس سرزمین میں نافذ کرسکتے ہیں، دنیا کی کوئی طاقت ان کو اس سے ہرگز نہیں روک سکتی، چنانچہ صدر مملکت اور قانون ساز ادارے ''قانون سازی'' کے باب میں کلی طور پر آزاد اور خودمختار ہیں اور حسب منشا قانون بنارہے ہیں اور ملک میں جاری کررہے ہیں۔ ان کی فوجی طاقت کو بھی اتنا مضبوط ومستحکم کردیا کہ وہ ملک کے دفاع کے لئے بالکل تیار اور بے خوف وخطر دشمن کے ہر چیلنج کا جواب دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے تینوں وعدے مکمل طور پر پورے فرمادیئے۔

قرآن عظیم نے جن مخلص مسلمانوں کو یہ''تمکن في الأرض'' (اقتدار اعلیٰ اور استقلال واستحکام سلطنت) عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے، اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرنے اور کفران نعمت

سے بچنے کی غرض سے ان حکمرانوں کا مخصوص کردار اور اسلامی حکومت کا شعار (امتیازی نشان) بھی متعین فرمادیا ہے، ارشاد ہے:

"اَلَّذِيْنَ إِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِيْ الْأَرْضِ أَقَامُوْا الصَّلٰوةَ وَأٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُوْرِ" (الحج:۴۱)

ترجمہ۔ ''وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو زمین میں استحکام (واستقلال) عطا فرمادیں تو وہ نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ کو (پابندی سے) ادا کریں اور ہر (شرعاً) نیک کام کا حکم دیں اور (شرعاً) برے کام سے منع کریں اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے لئے ہی ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے اسلامی حکومت کے شعار اور مسلمان حکمرانوں کے کردار میں چار چیزیں نمایاں طور پر بیان فرمائی ہیں:

۱......اقامتِ صلوٰۃ، ۲......ایتاءِ زکوٰۃ، ۳......امر بالمعروف (اوامر شرعیہ پر عمل کرانا)، ۴......نہی عن المنکر (شرعاً ممنوع کاموں سے روکنا)۔

یہی چار صفات ان مومنین کی بیان فرمائی ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے ''استخلاف فی الأرض'' (اقتدارِ اعلیٰ اور استقلالِ سلطنت) کا وعدہ فرمایا ہے اور مردوں اور عورتوں دونوں کو یکساں طور پر ان کا ذمہ دار گردانا ہے، ارشاد ہے:

"وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ". (براءۃ:۷۱)

ترجمہ:۔ ''اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، وہ (شرعاً) اچھے کاموں کا (ایک دوسرے کو) حکم دیتے ہیں اور (شرعاً ممنوع اور) برے کاموں سے (ایک دوسرے کو) منع کرتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ کو (پابندی سے) ادا کرتے ہیں اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ ضرور رحم فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ (سب پر) غالب اور (بڑا) حکمت والا ہے''۔

اس کے بالکل برعکس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت ''استخلاف فی الأرض'' (استقلالِ سلطنت) کی ناشکری کرنے والے فاسق مردوں اور عورتوں کا ''کردار'' بھی اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ذیل میں بیان فرمادیا، تاکہ دونوں کرداروں کو سامنے رکھ کر اپنے کردار کا جائزہ لینا اور اصلاح کرنا آسان

ہو- کہ یہی غایت رحم ہے- ارشاد ہے:

''أَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوْا اللهَ فَنَسِيَهُمْ أُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ''.

(براءۃ:٦٧)

ترجمہ:-''منافق مرد اور منافق عورتیں سب آپس میں ایک سے ہیں، وہ برے (اور ممنوع کام کا ایک دوسرے کو) حکم دیتے ہیں اور اچھے کاموں سے (ایک دوسرے کو) منع کرتے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ کھینچتے ہیں، انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے اس لئے اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا، یہی لوگ نافرمان ہیں''۔

دیکھئے! یہ منافقین و فاسقین یعنی نام نہاد مسلمانوں کا کردار مومنین صالحین کے بالکل برعکس اور متضاد ہے۔ امر بالمعروف کے بالمقابل امر بالمنکر (خلاف شرع اور ممنوع کاموں کا حکم دینا اور ان پر عمل کرانا) ہے اور نہی عن المنکر کے بالمقابل نہی عن المعروف (شرعی احکام سے روکنا اور منع کرنا) ہے اور ایتاء زکوٰۃ کے برخلاف زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے اور انفاق فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں خرچ کرنے) سے ہاتھ کھینچنا اور فرار وگریز اختیار کرنا ہے۔

قرآن کریم نے ان کفرانِ نعمت کرنے والے خدا فراموش منافقوں (نام نہاد مسلمانوں) اور فاسقوں (نافرمانوں) کا ''انجام'' اور ''حشر'' بھی آیت کریمہ ذیل میں بیان فرمادیا کہ وہ حشر اور انجام بھی اسی طرح ''سنت اللہ'' ہے جیسے ''استخلاف فی الأرض'' ''سنت اللہ'' ہے، تاکہ انجام سے غافل مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں اور جلد از جلد اپنی اصلاح کرکے اس انجام بد سے بچ جائیں- یہ بھی اللہ تعالیٰ کا غایت رحم وکرم ہے- ارشاد ہے:

''فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا فَرِحُوْا بِمَآ أُوْتُوْا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ''. (الانعام:٤٤،٤٥)

ترجمہ:-''پس جب انہوں نے ان نصیحتوں کو بھلا دیا جو ان کو کی گئی تھیں تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، حتی کہ جب وہ ان (دنیوی) نعمتوں کے سبب خوشی میں مست ہوگئے جو ان کو دی گئیں (اور خدا کو بالکل بھول بیٹھے) تو ہم نے ان کو ناگہانی (عذاب میں) پکڑ لیا (اور خدائی قہر میں گرفتار ہوگئے) تو وہ (ہر طرف سے) مایوس (ومحروم) رہ گئے اور اس ظالم قوم کی جڑ

کاٹ دی گئی اور (تمام تر) حمد وثنا اللہ رب العالمین کے لئے ہی ہے''۔

اگر ہمارا اللہ اور اس کے کلام قرآن عظیم کے برحق ہونے پر واقعی ایمان ہے۔ جیسا کہ ہم مدعی ہیں۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان حقائق کو ''داستان پارینہ'' اور ''افسانۂ کہن'' سمجھنے کے بجائے صدق دل سے ان کو ''زندہ اور قطعی حقائق'' باور کریں اور ان کی روشنی میں اس مملکتِ خداداد پاکستان - جو بلا مبالغہ اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہے۔ کے مسلمانوں کے اور اس کی حکومت او رحکمرانوں کے ''کردار'' کا جائزہ لیں اور اگر ہم اس معیار پر پورے نہیں ہیں تو اس کفرانِ نعمت کے مذکورہ بالا انجام بدُ''فاخذناهم بغتة'' میں گرفتار ہونے اور ''خدائی پکڑ'' میں آنے سے پہلے اپنی اصلاح کرلیں اور صحیح معنی میں حکومت پاکستان کو اسلامی حکومت اور خود کو حقیقی مسلمان بنالیں۔

مذکورہ بالا کردار کی اہمیت اور جائزہ

ا......اقامت صلوٰۃ

اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ مذکورہ کردار میں سب سے مقدم اور سرفہرست اقامت صلوٰۃ ہے جس کے معنی باجماعِ امت مسجد میں جاکر پابندی کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا ہیں۔ حکومت کو اسلامی بنانے میں اس کی اہمیت کا یہ عالم ہے کہ اگر آج سربراہ مملکت اور حکومت کا برسراقتدار اور حکمران طبقہ یعنی دونوں صوبوں کے گورنر، کابینہ کے اراکین، وزراء، مرکزی وصوبائی اسمبلیوں کے ممبران اور حکومت کے تمام محکموں کے افسران بالا اپنی اور تمام سرکاری وغیر سرکاری مصروفیات کے ساتھ ہی ساتھ صرف پندرہ منٹ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ (اقتدار اعلیٰ) کا شکریہ ادا کرنے اور اللہ کے ''پسندیدہ دین'' کے اس محکم ستون یعنی نماز کو قائم کرنے کے لئے نکال لیں اور صدر مملکت ایک ''آرڈیننس'' جاری کردیں کہ ''سرکاری یا غیر سرکاری تمام مصروفیات اور کارکردگی کے اثنا میں جب بھی نماز کا وقت آجائے تو سب کام چھوڑ کر قریب تر مسجد میں سب لوگ نماز جماعت ادا کریں، نیز تمام سرکاری وغیر سرکاری ''تقریبات'' کا وقت مقرر کرنے میں ''نماز کے وقت'' کی رعایت رکھی جائے اور سرکاری کا غذات میں لنچ ٹائم کے بجائے ''وقفۂ نماز'' کا عنوان اختیار کیا جائے اور خود بھی اپنے تمام مشاغل کو چھوڑ کر نماز کے لئے اٹھ جائیں اور پابندی کے ساتھ مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کریں تو اسی دن سے حکومت پاکستان ''اسلامی حکومت'' کی صورت اختیار کرلے اور ہر اپنا پرایا، ملکی وغیر ملکی اور دور پاس کا شخص عملی طور پر محسوس کرنے لگے کہ واقعی یہ اسلامی حکومت ہے، پھر فطری طور پر حکومت کے محکموں کا تمام ماتحت عملہ چپراسی اور دربان تک ''الناس علی دین ملوکهم'' کے ''نفسیاتی'' اصول کے تحت آپ سے آپ نماز کا پابند ہوجائے، اسی طرح ملک کے وہ تمام ''کاروباری حلقے'' جو اپنی ضروریات اور اغراض کے لئے حکومت کے محکموں اور ان

کے سربراہوں سے ربط و تعلق رکھنے پر مجبور ہیں، حکمرانوں کی اس نماز کی پابندی کو دیکھ کر اور کچھ نہیں تو ان کی خوشنودی اور اپنی کاربرآری کے لئے ہی سہی نماز کی پابندی کرنے پر مجبور ہو جائیں اسی طرح تمام ''تعلیمی اداروں'' یعنی یونیورسٹیوں، کالجوں اور ہائی اور پرائمری اسکولوں کے سربراہ اور ''اساتذہ'' خود اوقاتِ تعلیم میں تمام تعلیمی مشاغل کو چھوڑ کر مسجد میں آکر نماز باجماعت پابندی کے ساتھ ادا کریں۔ تعلیمی ٹائم ٹیبل (نظام الاوقات) میں وقفۂ نماز نمایاں طور پر رکھا جائے، اسی طرح تفریحی پروگراموں کے اثنا میں نمازوں کا وقت آجائے تو نماز کے لئے پندرہ منٹ کے واسطے پروگرام ملتوی کرکے نماز باجماعت ادا کریں تو طلبہ اور دیگر ملازمین خود بخود نماز پڑھنے پر مجبور ہو جائیں اور تمام تعلیمی اداروں کا ماحول بھی اسلامی ماحول کی صورت اختیار کرلے۔ عوام کے باقی طبقے جو فی الجملہ پہلے سے ہی نماز پڑھتے پڑھاتے ہیں، حکمرانوں اور برسر اقتدار طبقہ کی اس نماز کی پابندی کو دیکھ کر قدرتی طور پر اور زیادہ نماز کے پابند ہو جائیں اور اس طرح ایک صدر مملکت کے اقامت صلوٰۃ کے اس اہتمام اور خود عملاً پابندی سے ملک کی غالب اکثریت راعی سے لے کر رعایا تک اور حاکم سے لے کر محکوم تک نماز باجماعت کی - جو اسلامی حکومت کا شعار ہے - پابند ہوسکتی ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ''تمکن فی الأرض'' (روئے زمین پر اقتدار اعلیٰ) حاصل کرنے والے مسلمانوں کے کردار میں سب سے مقدم ''اقامت صلوٰۃ'' کو رکھا ہے۔

لیکن اس وقت ہو کیا رہا ہے؟ صدر مملکت اور مذکورہ بالا تمام برسر اقتدار طبقوں کے شب و روز کے سرکاری اور غیر سرکاری مشاغل اور مصروفیات کابینہ اور مرکزی و صوبائی اسمبلیوں کے اجلاسوں کی کارروائیاں آپ روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں، ان میں برائے نام بھی آپ کو نماز کا تذکرہ نہیں ملے گا۔ سرکاری محکموں کے وفاتر میں عدالتوں میں، تعلیمی اداروں میں، اثناء کار میں ''لنچ ٹائم'' کا تذکرہ آپ کو ملے گا مگر ''وقفۂ نماز'' کا نام تک آپ نہ پائیں گے۔ ملک کی تعلیمی، سماجی اور اخلاقی برائیوں اور حکومت کے اداروں کی خرابیوں کے انسداد سے متعلق طویل وعریض بیانات، تجاویز اور معاشی ترقی اور خوشحالی کے منصوبے اور اسکیمیں آپ رات دن اخبارات میں پڑھتے ہیں، ان میں نام کو بھی اقامت صلوٰۃ کے اہتمام اور بے نمازیوں کو نماز کا پابند بنانے کا تذکرہ نہیں آتا۔ حکومت کے جرم وسزا اور تعزیرات کی فہرست میں عمداً ترک صلوٰۃ کوئی جرم ہے، نہ اس کی سزا، نہ کوئی برائی ہے، نہ اس کے انسداد کا کوئی اہتمام۔ اس عہد کے مسلمانوں کے اس رویئے اور طرز عمل سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ اقامت صلوٰۃ کا حکم اور ترک صلوٰۃ پر قرآنی وعیدیں پاکستان کے مسلمانوں کے لئے ہیں ہی نہیں، یا وہ اس سے مستثنیٰ ہیں، یا یورپ زدہ ملحدوں اور بے دینوں کے کفریہ اقوال کے مطابق ''اقامت صلوٰۃ'' کا حکم صرف عرب کے وحشی قبائل کے لئے تھا۔ **استغفر اللہ العلی العظیم۔**

غرض ''اقامت صلوٰۃ'' ہی ایک ایسا شعار (امتیازی نشان) تھا جس سے حکومت کا ''اسلامی'' ہونا ظاہر ہوتا، اسی کو پاکستان کے سربراہوں نے اور اُن کی دیکھا دیکھی عوام نے حرف غلط کی طرح اپنے ذہنوں سے مٹا دیا، اسی کا نتیجہ ہے کہ پوری حکومت اور اس کے حکمرانوں کی کارکردگی اور کارگزاری میں آپ کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں پا سکتے، جس سے عملی طور پر حکومت کے اسلامی اور حکمرانوں کے مسلمان ہونے کا پتہ چل سکے، بجز اس کے کہ کبھی کبھار صدر مملکت اوران کے ساتھ حاضر الوقت وزراء، اراکینِ سلطنت اور حکام بالا کے عیدین کی نماز یا کسی اہم شخصیت کی نماز جنازہ میں شرکت کا تذکرہ اور اخبارات میں فوٹو آجاتے ہیں اور بس۔

ہوسکتا ہے کہ برسر اقتدار اور حکمران طبقہ کے کچھ افراد پابندی کے ساتھ یا بغیر پابندی کے اپنے گھروں میں یا خلوتوں میں نماز پڑھ لیتے ہوں، مگر یاد رکھئے! اس کو ''اقامت صلوٰۃ'' ہرگز نہیں کہا جاسکتا، خود نماز پڑھ لینا اور بات ہے اور دوسروں سے نماز پڑھوانا، اور بات ہے وہ ''اقامت صلوٰۃ'' جس سے مملکت کا اسلامی ہونا اور حکمرانوں کا مسلمان ہونا ظاہر ہو اور پورے ملک میں ''اقامت صلوٰۃ'' کا عام ہونا ممکن ہو، اس کا طریق کار وہی ہے، جس کا خاکہ ہم نے اوپر کھینچا ہے۔

۲......ایتاء زکوٰۃ

اسلامی مملکت کے شعار اور مسلمان حکمرانوں کے کردار میں دوسرے مرتبہ پر ایتاء زکوٰۃ ہے، اس کے ملک میں عام کرنے کی رضا کارانہ کوشش کی صورت بھی یہی ہے کہ سب سے پہلے صدر مملکت، اراکین سلطنت اور حکومت کے تمام مال دار (صاحب نصاب) حکام وافسرانِ بالا پابندی کے ساتھ اپنے پورے سرمایہ کا حساب لگا کر اس کا ''چالیسواں حصہ'' سالانہ -علی الاعلان، تاکہ ماتحت طبقہ اور ملک کے عام باشندوں کے لئے ترغیب کا باعث ہو اور زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر مواخذہ کا حق بھی حاصل ہو- زکوٰۃ نکالیں، صدقات واجبہ ونافلہ- اسی نام سے- ادا کریں اور اس کے بعد صدر مملکت ایک ''آرڈیننس'' جاری کردیں کہ شریعت کے مقرر کردہ طریق پر زکوٰۃ ادا نہ کرنا قابل سزا جرم ہے، حکومت مالداروں کے کل سرمایہ کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرنے کا بھی جائزہ لیا کرے گی اور زکوٰۃ میں ادا کی ہوئی رقم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگی اور جن صاحب نصاب مال داروں نے زکوٰۃ بالکل یا پوری نہ ادا کی ہوگی وہ مجرم قرار پائیں گے اور ان کو زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی ''شرعی سزا دی'' جائے گی''۔

(جاری ہے)